Lesson 9: Ale Imraan (Ayaat 102 - 110): Day 151 سُوۡرَۃُ آلِ عِمۡرَان کی تفسیر

اِتحادِ مِلّت کے نام سے ایک چھوٹا سا کتابچہ ہے اور اُس پر محترمہ اُستاذہ عفّت مقبول صاحبہ کے لیکچرز بھی نورالقرآن ویب سائٹ پر ہیں۔ آپ ضرور سُنیں۔

ہماری اُمّت کو کس طرح جوڑنے کی ضرورت ہے۔ انا ہمیں آپس میں جُڑنے نہیں دیتی۔ اللہ کی راہ میں ہم سب سے بڑی قربانی جو دیتے ہیں وہ اپنا نفس ہے۔

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر . کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

مولانا محمد شفیع کا رسالہ ہے تدریس القرآن مئی 1998 کا شمارہ ہے۔ آپ کو موقع ملے تو ضرور پڑھیں۔

اِس کے کچھ اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں؛

ہمارے سالانہ اجلاس میں انور کشمیری (فقہِ حنفی کے بہت بڑے عالم) کچھ اُداس تھے ہم نے پوچھا تو کہنے لگے "یار عمر ضائع کر دی"۔ ہم نے کہا کہ آپ نے تو ساری زندگی دین کے لئے کام کیا۔ وہ کہنے لگے "ہماری ساری زندگی کی تقریروں کا خلاصہ یہ تھا کہ فقہ حنفی کو دوسرے مسلکوں پر نمایاں کیا جائے"۔ امام ابو حنیفہؒ کو ہماری ضرورت نہیں تھی۔ اللہ چاروں اماموں۔ ابو حنیفہؒ۔ شافعیؒ۔ مالکؒ۔ احمد بن حنبلؒ کو رُسوا نہیں کرے گا۔ قبر میں بھی مسلک کا نہیں پوچھا جائے گا۔ اللہ روزِ قیامت چاروں اماموں کو رُسوا نہیں کرے گا۔ ہم نے ساری زندگی یہی تبلیغ کی کہ دوسرے مسلک صحیح نہیں ہیں۔ گناہ

پھیل رہاہے۔ برائیاں معاشرے میں عام ہوتی جارہی ہیں اور ہم سائیڈ ایشوز کو لے کر بیٹھے رہے ہیں۔

بھائی میں نے تو عمر ضائع کر دی۔

ایسی کئی مثالیں ہمارے معاشرے میں موجود ہیں۔ ہم فرقے لے کر بیٹھے ہیں۔

ایک اور دینی سکالر ہیں مفتی محمود الحسن جو کئی سال جیل میں رہے۔ لوگوں نے پوچھا جیل کی زندگی کیسی رہی؟ انہوں نے جواب دیا کہ جیل کی تنہائی میں یہی سوچتا رہا کہ مسلمانوں نے قرآن و سُنّت کو چھوڑ کر ظلم کیا۔ آج ہمارے سارے مسائل کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے لوگوں کو قرآن و حدیث ؐ سے دُور کر دیا۔ اَب میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ساری زندگی لوگوں کو قرآن و حدیث ؐ کی تعلیم دوں گا۔

عربوں کی تاریخ میں 1700 جنگوں کا ریکارڈ ملتا ہے۔

اللہ نے ہمیں بتادیا کہ ہم کس طرح صراطِ مستقیم پر رہ سکتے ہیں۔ قرآن و سُنّت کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔

ہمیں کیا کرنا ہے؟

پہلا نقطہ: اُمّت کے ایک ایک فرد کی اصلاح کی جائے۔ سب کو قرآن کی تعلیم دی جائے۔ حدیث ؐ کا علم سکھایا جائے۔ سُنتوں کو عام کیا جائے۔ روزمرّہ کی دعائیں سیکھی اور پڑھی جائیں۔ اس کی ضرورت سب کو ہے۔ ایک ڈاکٹر کو بھی قران و حدیث ؐ کے علم کی ضرورت ہے اور ایک ریڑھی والے کو بھی کیونکہ سب نے اپنی اپنی قبر میں جانا ہے۔

دوسرا نقطہ: پھر اُمّت کو جوڑا جائے۔ اُمتِ مسلمہ کو اس کا مقصد یاد دِلایا جائے۔ ہم اُمتِ وسط ہیں۔ سب قرآن و حدیث رسولؐ کو مضبوطی سے پکڑ لیں۔

تیسرا نقطہ: اُمّت تیار ہو گئی۔ اب کیا کریں؟ ہمارے پاس اَب اگلی آیت میں تین نکاتی ایجنڈا ہے۔ کرنے کے کام یہ ہیں کہ " ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برے کاموں سے روکتی رہے "

وَلۡتَكُن مِّنكُمۡ أُمَّةٞ يَدۡعُونَ إِلَى ٱلۡخَيۡرِ وَيَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ ﴿١٠٤﴾ اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برے کاموں سے روکتی رہے اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

ایک گروپ بن گیا۔ اب اللہ اور رسولؐ تمہاری زندگی میں سب سے اوپر ہیں۔ اگر تو پہلے دونوں کام آئیڈیل طریقے سے ہو گئے تو یہاں اس سے مُراد اُمتِ مسلمہ ہے۔ پوری اُمّت بس اَب یہی کام کرے۔ صحابہ کرامؓ سے لے کر کچھ عرصے بعد تک یہی ہوتا رہا۔ لیکن اگر آج کل کی طرح کے حالات ہوں تو کم از کم کچھ لوگ اُٹھیں جو اپنے آپ کو فرقوں سے بالاتر کر کے اللہ کے دین کے لئے کام کریں۔ وہ لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں۔

سورۂ یونس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛

هُوَ خَيۡرٞ مِّمَّا يَجۡمَعُونَ ﴿٥٨﴾ وہ اس (دنیا) سے بدرجہ بہتر ہے جس کو جمع کر رہے ہیں۔

قرآن ٱلۡخَيۡرِ ہے۔ اگر اس لفظ ٱلۡخَيۡرِ کی تفاسیر دیکھیں تو اس سے مُراد قرآن وسُنّہ ہیں۔

امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد قران وسُنت ہیں۔

قران وسُنت کی دعوت دیں۔ اور ہر نیکی اور بھلائی کے معروف کام کا حکم دیں۔ منکر سے روکیں۔ برائی سے روکیں۔ ایسے کام جن سے طبیعت روکتی ہے۔

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ خیر یعنی قران وسُنّت کے موافق کام کا حکم دیں۔

دعوت و تبلیغ کی طرف بلائیں۔ نیک کاموں کا حکم دیں۔

اَب سوچیں ذرا کہ ہمارے علماء کرام کس طرف بلاتے ہیں؟ اپنے فرقے کی طرف یا قرآن وسُنت کی طرف؟

دعوتِ دین دو طرح کی ہے۔ ایک غیر مسلم لوگوں کو اسلام کی طرف لایا جائے۔ دوسرا بگڑے ہوئے مسلمانوں کو دین کی طرف لایا جائے۔ ہم تو اپنے مسلمانوں سے ہی فارغ ہی نہیں ہو رہے۔ ہم تو اپنوں کو ہی ٹھیک نہیں کر پا رہے۔ ہم تو ابھی تک سود نہیں چھوڑ رہے۔ خود ہی پانچ وقت کے نمازی نہیں ہوئے، دوسروں کی تبلیغ کے لئے کب وقت آئے گا؟

اُمتِ مسلمہ میں دعوت اور تبلیغ جسم میں خون کی مانند ہے۔ جب جسم میں خون کا بہاؤ رُک جائے تو مردہ ہو جاتا ہے۔ اب ہم نے دعوت اور تبلیغ کا کام چھوڑ دیا ہے اور ایک مردہ قوم کی مانند ہیں۔

اُمتِ مسلمہ کا ہر بچہ اِس ذمّہ داری کے ساتھ پیدا ہوتا ہے کہ وہ؛

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ... ہم نے نیکی کا حکم دینا ہے اور برائی سے روکنا ہے۔

شرک سے روکنا ہے۔ اللہ سے جوڑنا ہے۔ ہم نے کب اپنے بچوں کو یہ لوریاں دیں کہ ہم نے دوسری اقوام کو اللہ سے جوڑنا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۔۔۔اور ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنادیا ہے جو (ہر پہلو سے) نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو۔ سورۃ البقرہ۔ آیت 143

اللہ کے نبیؐ نے کبھی سب کو جمع کر کے یہ نہیں کہا کہ پانچ وقت کے نمازی بن جاؤ۔ عور تو تم پردہ کیا کرو۔ انہوں نے فرد کی اصلاح کی۔ ایک اُمت بنایا۔ اپنے اعمال کی درستگی کا سبق دیا۔

یہ تو آج ہم نے اُصول بنالیا کہ مسلمان ہو جاؤ پھر سود بھی کھالو۔ شراب بھی بیچ، لو نماز بھی نہ پڑھو، پھر بھی بخشے جاؤ گے۔

ایک بندہ دِن بھر شراب بیچے، سود لے اور دے، کیا وہ اس بندے کے برابر ہو گا جو حلال رِزّق کھاتا ہے اور شراب اور سود نہیں لیتا دیتا؟ ایک بندہ وقت ضائع کرتا ہے۔ فلمیں، پارٹیاں۔ ٹی وی وغیرہ جیسی مصروفیات ہیں۔ ایک بندہ نماز پڑھے، ذکر کرے اور قرآن پڑھے اور غور و تفکّر کرتے ہیں۔ کیا یہ برابر ہیں؟

نمازی ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں۔ ہماری حالت کیوں نہیں بدلتی؟

ہمیں قران وسُنّت سے جُڑنے کی ضرورت ہے۔ لوگ نماز بھی پڑھ لیں لیکن حلال نہ کھاتے ہوں۔ عقیدے خراب ہوں تو نماز کیسے ہو گی؟ سر پر حجاب لیتے ہوں لیکن تنگ کپڑے پہنے ہوں۔

اُمّتِ مسلمہ کی عزت کیوں نہیں ہے؟ ہماری سوچ ہی بگڑی ہوئی ہے۔ غیروں کا کلچر ہمیں بہا کر لے گیا ہے۔ ہمین اپنی زندگی کا مقصد دیکھنے کی ضرورت ہے۔ دین اسلام کو پھیلانے کی ضرورت ہے۔

جو لوگ اپنی زندگی کو اللہ کے دین کو پھیلانے کے لئے گزارتے ہیں۔ اُن کو مجدّد کہا جاتا ہے۔

علامہ اقبالؒ بھی یہی کہتے تھے؛ میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی۔۔ میں اسی لئے مسلماں، میں اسی لئے نمازی۔۔

یا اللہ تیرا دین محفوظ ہو جائے۔ ہم نے اپنا کام کرنا ہے۔ غلامی میں رہ رہ کر ہمارے ذہن ہی بدل گئے ہیں۔ ہم نے اپنے ضمیر ہی بیچ دیئے ہیں۔

ہمیں تین کام دیئے گئے ہیں۔

- اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے
- اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے
- اور برے کاموں سے روکتی رہے

ہمیں غیر مسلموں کو بھی دعوت دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایسی اُمّت تیار کرنی ہے جو اللہ کا پیغام دوسروں تک لے کر جائے۔ اگر ہم نے یہ کام نہ کیا تو کیا ہو گا؟

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٥﴾ ان لوگوں کی طرح مت ہو جو متفرق ہو گئے بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح احکام آئے انہوں نے اختلاف کیا اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

یعنی یہود و نصاریٰ کو بھی موقع ملا تھا۔ انہوں نے اپنا موقع گنوا دیا۔ اب ہمارے پاس گولڈن چانس ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو سنوار لیں۔ ہمارے بعد کوئی اُمّت نہیں آئے گی تو اَب یہی ہو گا کہ ہم پر عروج و زوال آتے رہیں گے۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ یہود کے 71 فرقے تھے۔ نصاریٰ کے 72 فرقے ہوئے اور اے مسلمانو تمہارے 73 فرقے ہونگے۔ لوگ خواہشاتِ نفسانی کے غلام ہو جائیں گے۔

جیسے ایک کتّے کے کاٹنے سے زہر پھیل جاتا ہے اس طرح ہمارے اندر لالچ پھیل چکا ہے۔

ہم کتنی عظیم قوم تھے۔ ہم کیسے زوال کا شکار ہو گئے تھے۔ ہمارے علماء فضول کی بحثوں میں پڑے رہے اور بغداد غیروں کے قبضے میں چلا گیا۔ وہ اسی بات پر لڑ رہے تھے کہ اگر براق (جس سواری پر اللہ کے نبیؐ معراج پر تشریف لے گئے تھے) دُنیا میں ہوتا تو حلال ہوتا یا حرام؟

اس طرح کے فقہی مسائل میں پڑ کر ہمارا زوال ہو گیا۔ ہلاکو خان نے مسلمانوں کی لائبریریاں تباہ کر دیں۔ دریاؤں کا پانی کالا ہو گیا اور ہماری کتابیں اور علم کا عظیم ذخیرہ ضائع ہو گیا۔ لاکھوں مسلمان قتل ہو گئے۔ دشمن نے مسلمانوں کو زندہ جلا دیا۔ اسپین سے مسلمانوں کا نام مٹ گیا۔ بوزنیا میں مسلمانوں پر کیسے کیسے ظلم ہوئے۔

اللہ نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ یہ ہمارے لئے سزا اور آزمائش ہے۔ ہم نے دین کو بُھلا دیا۔

ہم نہ خود دین سیکھتے ہیں نہ سکھاتے ہیں۔ اللہ کو مسلمانوں پر ہی غصّہ آتا ہے۔ ہم اللہ کا نام لے کر پھر اپنی ذمّہ داری پوری نہیں کرتے۔

علامہ اقبالؒ کے ایک فارسی شعر کا خلاصہ ہے؛ کہ ہماری شام ہو گئی۔ تم سحر پیدا کرو۔

تو نمی دانی کہ سوز قراءت تو دگرگوں کرد تقدیر عمررا

اے خاتون اسلام! تو نہیں جانتی کہ تیری قراءت (عمرؓ کی بہن فاطمہؓ) قرآن سے پیدا ہونے والے سوز و گداز نے عمر ابن خطاب کو فاروق اعظم اور اسلام کا سب سے بڑا سپاہی بنا دیا۔

اے اُمّتِ مسلمہ کی عورت اپنا کردار ادا کرو۔ اچھی مائیں اچھی قوم پیدا کرتی ہیں۔

ہماری آج کی مسلمان عورت کو اُٹھنے کی ضرورت ہے۔ دین اسلام کی ذمّہ داری نبھائیں۔ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں۔ معاشرے کے لئے کام کریں۔ ہم کیسی قوم ہیں کہ؛

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا!

جس کو احساس ہو جائے کہ ہم نقصان میں جارہے ہیں تو وہ اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ اصل خوشی ہمیں کب ملے گی؟

يَّوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوۡهٌ وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اسۡوَدَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ اَكَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ﴿۱۰۶﴾ جس دن بعضے منہ سفید اور بعضے منہ سیاہ ہوں گے سو وہ جن کے منہ سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے اب اس کفر کرنے کے بدلے میں عذاب چکھو۔

فرشتے یہ سوال کرینگے "کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے اب اس کفر کرنے کے بدلے میں عذاب چکھو۔۔۔

پھر کامیاب لوگ کونسے ہونگے؟

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٧﴾ اور وہ لوگ جن کے منہ سفید ہوں گے تو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ کے احکام کی پیروی کرنے والے کامیاب ہونگے۔ جنہوں نے اللہ کے دین کو پھیلایا اور دین کی خدمت میں لگے رہے۔ اللہ اُن سے راضی ہو گا۔ یہ کون لوگ ہونگے؟

آپ آئمہ کرامؒ اور مفسرین کے اقوال دیکھ لیں۔ ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں۔ سفید چہرے والے اہلِ سنّت (یعنی صرف نام کے نہیں بلکہ سُنّتوں پر عمل کرنے والے) اور کالے چہروں والے اہلِ بدعت یعنی نا فرمان لوگ مُراد ہیں۔ دُنیا کے رنگ اللہ کے بنائے ہوئے ہیں۔ گورا یا کالا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

جنہوں نے اللہ کے دین کے لئے کوشش کی وہ قیامت کے دن سرخرو ہونگے۔ ہمارا کام صرف محنت اور خلوصِ نیّت سے کوشش کرنا ہے۔ اپنا وقت اللہ کے دین کے لئے لگا دیں۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٨﴾

یہ اللہ کے احکام ہیں ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک سناتے ہیں اور اللہ مخلوقات پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔

اللہ کا پیغام یہی ہے کہ یہ سچ ہے حق ہے۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اللہ کو پتا ہے کہ میرے بندے کمزور ہیں۔ تاشقند اور سماٹرا میں مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ کہ فرقوں میں بٹ گئے۔ اسلام کی قدر نہیں کی۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۱۰۹ اور جو کچھ آسمانوں

اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور سب کام اللہ ہی کے طرف پھیرے جاتے ہیں۔

یہاں سکون مل جاتا ہے۔ کہ اللہ چاہے تو ہر طرف اسلام کا بول بالا ہو جائے۔ اللہ صرف ہماری محنت، خلوص اور کوشش دیکھنا چاہتا ہے۔ کیا ہم مواقع سے فائدے اُٹھاتے ہیں؟

ہمیں بہت اچھی نیّت کرنی چاہیئے کہ ہمیں اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ کیونکہ ہم اللہ کی بہترین قوم ہیں۔ اللہ نے ہمیں بہترین کام کے لئے چُنا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۱۰

تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لیے بھیجی گئی ہیں اچھے کاموں کا حکم کرتے رہو اور برے کاموں سے روکتے رہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر تھا کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں (۱۱۰)

کَانَ تھا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ كُنْتُمْ کہ تم ہو۔ یعنی ہم بہترین قوم ہیں۔ کسی کام کے مستقل ہونے کے لئے بھی آتا ہے کہ اگر تم اچھے کام کرتے رہے تو بہترین اُمّت رہو گے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ كُنْتُمْ اس سے مُراد صحابہ کرامؓ ہیں۔

ہم نے اَب کیا کرنا ہے؟ پچھلی آیات سے ترتیب تھوڑی بدل گئی ہے۔

- اچھے کاموں کا حکم کرتے رہو

- اور برے کاموں سے روکتے رہو
- اور اللہ پر ایمان لاؤ

" اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر تھا کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں" اہلِ کتاب نے موقع ضائع کر دیا۔

اللہ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سے بہترین کام لے لے۔ آمین